اَللّٰھُمَّ اَنْجِزْلِیْ مَا وَعَدْتَّنِیْ۔ اَللّٰھُمَّ اٰتِ مَا وَعَدْتَّنِیْ۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِكْ ھٰذِہِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَھْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِی الْاَرْضِ یعنی اے اللہ! جو تُو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے اُسے پورا فرما۔ اے اللہ! جو تُو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ مجھے عطا فرما۔ اے اللہ! اگر تُو نے مسلمانوں کا یہ گروہ ہلاک کر دیا تو زمین پر تیری عبادت نہیں کی جائے گی

یارسول اللہؐ! دشمن سامنے ہے کچھ خبر نہیں کہ یہاں سے بچ کر جانا ملتا ہے یا نہیں۔ مَیں نے چاہا کہ شہادت سے پہلے آپؐ کے جسم مبارک سے اپنا جسم چھو جاؤں: سواد بن غزیہؓ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کا عجیب اظہار

جنگ کے دوران بعض لوگوں کو قتل کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا بھی تھا

قدرتِ الٰہی کا عجیب تماشہ ہے کہ اس وقت لشکر کے کھڑے ہونے کی ترتیب ایسی تھی کہ اسلامی لشکر، قریش کو اصلی تعداد سے زیادہ بلکہ دوگنا نظر آتا تھا۔جس کی وجہ سے کفار مرعوب ہوئے جاتے تھے اور دوسری طرف قریش کا لشکر مسلمانوں کو ان کی اصلی تعداد سے کم نظر آتا تھا۔جس کے نتیجے میں مسلمانوں کے دل بڑھے ہوئے تھے۔

جنگ بدر کی تیاری، صحابہ کرامؓ کی اپنے آقا و مطاع صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت نیز جنگِ بدر کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کی متضرعانہ دعاؤں کا بیان

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ 30/ جون 2023ء بمطابق 30/ احسان 1402 ہجری شمسی

بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

سواد بن غزیہؓ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کے عجیب اظہار کا واقعہ

گذشتہ خطبہ میں بیان ہوا تھا۔ ان کے بارے میں مزید تفصیل اس طرح ہے کہ سواد بن غزیہؓ اس جنگ میں فاتحانہ شان کے ساتھ لَوٹے اور مشرکین میں سے ایک شخص خالد بن ہشام کو قیدی بھی بنایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد میں ان کو جنگِ خیبر کے اموال جمع کرنے کے لیے عامل مقرر فرمایا تھا۔ بعض کے نزدیک مندرجہ بالا واقعہ حضرت سواد بن غزیہؓ کے علاوہ سواد بن عمروؓ کی طرف منسوب ہے لیکن یہی لگتا ہے کہ واقعہ کوئی اَور ہے اور اکثر کتبِ تاریخ و سیرت میں یہ واقعہ سواد بن غزیہ کے نام سے ہی بیان ہوا ہے۔

(اسد الغابہ جزء الثانی صفحہ ۵۹۰ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیینؐ میں اس واقعہ کے بارے میں جو تفصیل بیان فرمائی ہے وہ اس طرح ہے۔ لکھا ہے کہ ''اب رمضان سنہ ۲ھ کی سترہ تاریخ اور جمعہ کا دن تھا اور عیسوی حساب سے ۱۴؍ مارچ ۶۲۴ء تھی۔ صبح اٹھ کر سب سے پہلے نماز ادا کی گئی اور پرستارانِ احدیت کھلے میدان میں خدائے واحد کے حضور سربسجود ہوئے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد پر ایک خطبہ فرمایا اور پھر جب ذرا روشنی ہوئی تو آپؐ نے ایک تیر کے اشارہ سے مسلمانوں کی صفوں کو درست کرنا شروع کیا۔ ایک صحابی سوادؓ نامی صف سے کچھ آگے نکلا کھڑا تھا۔ آپؐ نے اسے تیر کے اشارہ سے پیچھے ہٹنے کو کہا مگر اتفاق سے آپؐ کے تیر کی لکڑی اس کے سینہ پر جا لگی۔ اس نے جرأت کے انداز سے عرض کیا۔ ''یارسول اللہؐ! آپؐ کو خدا نے حق و انصاف کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے مگر آپؐ نے مجھے ناحق تیر مارا ہے۔ واللہ! مَیں تو اس کا بدلہ لوں گا۔'' صحابہؓ انگشت بدنداں تھے ''حیران پریشان تھے'' کہ سوادؓ کو کیا ہوگیا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت شفقت سے فرمایا کہ ''اچھا سواد تم بھی مجھے تیر مار لو۔'' اور آپؐ نے اپنے سینہ سے کپڑا اٹھا دیا۔ سوادؓ نے فرطِ محبت سے آگے بڑھ کر آپؐ کا سینہ چوم لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ ''سواد! یہ تمہیں کیا سوجھی۔''

اس نے رِقّت بھری آواز میں عرض کیا۔

''یارسول اللہؐ! دشمن سامنے ہے کچھ خبر نہیں کہ یہاں سے بچ کر جانا ملتا ہے یا نہیں۔ مَیں نے چاہا کہ شہادت سے پہلے آپؐ کے جسم مبارک سے اپنا جسم چھو جاؤں۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 357-358)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قریب اسی طرح کے واقعہ کا تذکرہ فرمایا ہے۔ جنگِ بدر میں نہیں بلکہ وفات کے وقت کا واقعہ بیان فرمایا ہے جو اس سے ملتا جلتا ہے۔فرمایا کہ ''جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپؐ نے اپنے صحابہؓ کو جمع کیا اور فرمایا: دیکھو! مَیں بھی انسان ہوں جیسے تم انسان ہو ممکن ہے مجھ سے تمہارے حقوق کے متعلق کبھی کوئی غلطی ہوگئی ہو اور میں نے تم میں سے کسی کو نقصان پہنچایا ہو اب بجائے اِس کے کہ میں خدا تعالیٰ کے سامنے ایسے رنگ میں پیش ہوں کہ تم مدعی بنو، مَیں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اگر تم میں سے کسی کو مجھ سے کوئی نقصان پہنچا ہو تو وہ اِسی دنیا میں مجھ سے اپنے نقصان کی تلافی کرا لے۔صحابہؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو عشق تھا اس کو دیکھتے ہوئے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِن الفاظ سے ان کے دل پر کتنی چھریاں چلی ہوں گی اور کس طرح ان کے دل میں رقت طاری ہوئی ہو گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔صحابہؓ پر رقت طاری ہوگئی۔ ان کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے اور ان کے لئے بات کرنا مشکل ہوگیا۔مگر ایک صحابیؓ اٹھے اور انہوں نے کہا۔ یارسول اللہؐ! جب آپؐ نے کہا ہے کہ اگر کسی کو مَیں نے کوئی نقصان پہنچایا ہو تو وہ مجھ سے اِس کا بدلہ لے لے تو مَیں آپؐ سے ایک بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ جلدی بتاؤ تمہیں مجھ سے کیا نقصان پہنچا ہے۔ وہ صحابیؓ کہنے لگے یارسول اللہؐ! فلاں جنگ کے موقع پر آپؐ صفیں درست کروا رہے تھے کہ ایک صف سے گزر کر آپؐ کو آگے جانے کی ضرورت پیش آئی۔ آپؐ جس وقت صف کو چیر کر آگے گئے تو آپؐ کی کہنی میری پیٹھ پر لگ گئی آج مَیں اس کا بدلہ لینا چاہتا ہوں۔صحابہؓ بیان کرتے ہیں اس وقت غصہ میں ہماری تلواریں میانوں سے باہر نکل رہی تھیں اور ہماری آنکھوں سے خون ٹپکنے لگا۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ہمارے سامنے موجود نہ ہوتے تو یقیناً ہم اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیٹھ اس کی طرف موڑ دی اور فرمایا کہ لو! اپنا بدلہ لے لو اور مجھے بھی

اسی طرح کہنی مار لو۔ اس آدمی نے کہا۔ یا رسول اللہؐ! ابھی نہیں۔ جب آپؐ کی کہنی مجھے لگی تھی اس وقت میری پیٹھ ننگی تھی اور آپؐ کی پیٹھ پر کپڑا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا۔ میری پیٹھ پر سے کپڑا اٹھا دو کہ یہ شخص اپنا بدلہ مجھ سے لے لے۔ جب صحابہؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر سے کپڑا اٹھا دیا تو وہ صحابیؓ کانپتے ہونٹوں اور بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ آگے بڑھا اور اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ننگی پیٹھ پر محبت سے ایک بوسہ دیا اور کہا۔

یا رسول اللہؐ! کجا بدلہ اور کجا یہ ناچیز غلام!

جس وقت حضورؐ سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ شاید وہ وقت قریب آ پہنچا ہے جس کے تصور سے بھی ہمارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو مَیں نے چاہا کہ میرے ہونٹ ایک دفعہ اس بابرکت جسم کو مَس کر لیں جسے خدا نے تمام برکتوں کا مجموعہ بنایا ہے۔ پس مَیں نے اِس کہنی لگنے کو اپنے اس مقصد کو پورا کرنے کا ایک بہانہ بنایا اور مَیں نے چاہا کہ آخری دفعہ آپؐ کا بوسہ تو لے لوں۔ یا رسول اللہؐ! کہنی لگنا کیا چیز ہے۔ ہماری تو ہر چیز آپؐ کے لئے قربان ہے۔ میرے نفس نے تو یہ ایک بہانہ بنایا تھا تا کہ آپؐ کا بوسہ لینے کا موقع مل جائے۔ وہ صحابہؓ جو اس شخص کو قتل کرنے پر آمادہ ہو رہے تھے۔'' اس کی یہ بات سن کے اس وقت بڑے غصہ میں تھے۔ ''جب انہوں نے یہ نظارہ دیکھا'' کہ یہاں تو اس کے دل میں کچھ اَور ہی بات ہے'' تو وہ کہتے ہیں پھر ہم میں سے ہر شخص کو اپنے آپ پر غصہ آنے لگا کہ ہمیں کیوں نہ یہ موقع ملا کہ ہم اپنے پیارے کا بوسہ لے لیتے۔''

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ''یہ وہ شخص تھا جو ہمارا ہادی اور راہنما تھا'' یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ''جس نے اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں ہمارے لئے وہ نمونہ دکھایا جس کی مثال اَور کسی نبی میں نہیں مل سکتی۔''

(اسوۂ حسنہ، انوار العلوم جلد 17 صفحہ 128 تا 130)

جنگِ بدر میں صحابہؓ کا شعار یعنی نشان یا نعرہ

کیا تھا؟ اس بارے میں آتا ہے کہ حضرت عُروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ جنگ والے دن مہاجرین کا شعار یَا بَنِیۡ عَبۡدِ الرَّحۡمٰن تھا اور قبیلہ خزرج کا شعار یَا بَنِیۡ عَبۡدِ اللّٰہ تھا اور قبیلہ اوس کا شعار یَا بَنِیۡ

عُبَیْدِ اللّٰہ تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھڑسواروں کو خَیلُ اللّٰہ کا نام دیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس روز سب کا شعار یَا مَنْصُوْرُ اَمِتْ تھا یعنی اے منصور! مار دو۔

(سبل الھدیٰ والرشاد باب غزوۃ بدر الکبریٰ، جلد ۴ صفحہ ۴۴، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۹۳ء)

ایک روایت میں ہے کہ غزوۂ بدر میں انصار مدینہ کا شعار یا جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے نشان یا نعرہ اَحَد اَحَد تھا جو اس لیے متعین کیا گیا تھا کہ رات کے اندھیرے میں یا بے حد گھمسان کی لڑائی میں اس نعرے سے پہچانا جا سکے کہ یہ انصاری ہیں۔ اسی طرح مہاجرین مسلمانوں کا شعار یا نعرہ یَا بَنِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰن تھا۔

(السیرۃ الحلبیہ جلد ۲ صفحہ ۲۴۲۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ء)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگ کے متعلق ہدایات

جو تھیں ان کی مزید تفصیل اس طرح بیان ہوئی ہے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوں کو سیدھا کر لیا تو صحابہؓ سے فرمایا جب تک مَیں تمہیں حکم نہ دوں تم حملہ نہ کرنا اور اگر دشمن تم سے قریب آ جائے تو ان کو تیر اندازی کر کے پیچھے دھکیلنا کیونکہ فاصلے سے تیر اندازی اکثر اوقات بیکار ثابت ہوتی ہے اور تیر ضائع ہوتے رہتے ہیں۔ اسی طرح تلواریں بھی اس وقت تک نہ سونتنا جب تک دشمن بالکل قریب نہ آ جائے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خطبے کا ذکر

آتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے سامنے خطبہ دیا جس میں جہاد کی ترغیب دی اور صبر کی تلقین فرمائی۔ نیز فرمایا مصیبت کے وقت صبر کرنے سے اللہ تعالیٰ پریشانیاں دُور فرماتا ہے اور غموں سے نجات عطا فرماتا ہے۔

(السیرۃ الحلبیہ، باب ذکر مغازیہ ﷺ، جلد ۲ صفحہ ۲۲۱، دار الکتب العلمیۃ، ۲۰۰۲ء)

(تاریخ الطبری جلد ۲ صفحہ ۳۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

ایک جگہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جو خطبہ ہے اس کی تفصیل اس طرح بیان ہوئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا مَیں تمہیں اس بات پر اُبھارتا ہوں جس پر اللہ نے اُبھارا ہے اور اس چیز سے تمہیں منع کرتا ہوں جس سے اس نے تمہیں منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو بزرگ و برتر ہے وہ تمہیں حق کا حکم دیتا ہے وہ سچائی کو پسند کرتا ہے وہ نیکو کاروں کو بلند مقامات عطا فرماتا ہے

جو اس کے ہاں موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ان کا تذکرہ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ وہ ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور آج تم حق کی منازل میں سے ایک منزل پر ہو۔ اس میں اللہ تعالیٰ وہی قبول کرتا ہے جو اس کی رضا کے لیے کیا جاتا ہے۔ سختی کے مقامات میں صبر ایسی چیز ہے جس سے اللہ غم کو دُور کر دیتا ہے دکھ سے نجات دیتا ہے۔ آخرت میں اس کے ساتھ نجات پاؤ گے، اس کے ساتھ یعنی صبر دکھانے کے ذریعہ نجات پاؤ گے۔ تم میں اللہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے۔ وہ تمہیں ڈراتا ہے اور حکم دیتا ہے کہ آج اللہ سے حیا کرو کہ وہ تمہارے معاملے میں کسی ایسی چیز سے آگاہ ہو جو اس کی ناراضگی کا سبب بنے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ (المؤمن:11)۔ اللہ کی ناراضگی تمہاری آپس کی ناراضگیوں کے مقابلے پر زیادہ بڑی تھی۔ اس چیز کی طرف دیکھو جس کا اس نے تمہیں کتاب میں حکم دیا ہے اور اس نے تمہیں اپنے نشانات دکھائے اور ذلت کے بعد تمہیں عزت بخشی ہے۔ اللہ کا دامن مضبوطی سے تھام لو کہ وہ تم سے راضی ہو جائے۔ اس جگہ تم اپنے رب کی آزمائش پر پورا اترو۔ تم اس کی رحمت اور مغفرت کے مستحق ہو جاؤ گے جس کا اس نے تم سے وعدہ کیا ہے۔ اس کا وعدہ حق ہے اس کی بات سچ ہے اس کی سزا شدید ہے۔ مَیں اور تم لوگ اللہ کے ساتھ ہیں جو حیّ و قیوم ہے۔ ہم اس سے اپنی فتح کے لیے دعا کرتے ہیں، اس کا دامن تھامتے ہیں، اسی پر توکّل کرتے ہیں، اسی کی طرف لَوٹ کر جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور مسلمانوں کو بخش دے۔ (سبل الھدیٰ والرشاد باب غزوۃ بدر الکبریٰ، جلد ۴ صفحہ ۳۴، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۹۳ء) یہ اس کی تفصیل تھی۔

جنگ کے دوران بعض لوگوں کو قتل کرنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا بھی تھا

اس بارے میں آتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر کے دن اپنے اصحابؓ سے فرمایا تھا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ بنو ہاشم اور کچھ دوسرے لوگ قریش کے ساتھ مجبوراً آئے ہیں۔ خوشی سے نہیں آئے۔ وہ ہم سے لڑنا نہیں چاہتے۔ پس تم میں سے جو کوئی بنو ہاشم کے کسی آدمی سے ملے تو وہ اس کو قتل نہ کرے اور جو ابوالبختری سے ملے وہ اس کو قتل نہ کرے اور جو عباس بن عبد المطلب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں ان سے ملے تو وہ ان کو بھی قتل نہ کرے کیونکہ یہ لوگ مجبوراً قریش کے ساتھ آئے ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوحذیفہ

بن عتبہؓ نے کہا کہ ہم اپنے باپوں، بیٹوں، بھائیوں اور رشتہ داروں کو تو قتل کریں اور عباس کو چھوڑ دیں۔ اللہ کی قسم! اگر مَیں اسے یعنی عباس کو ملا تو مَیں تلوار سے ضرور اسے قتل کر دوں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے حضرت عمر بن خطابؓ سے فرمایا۔ اے ابوحفص۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم! یہ پہلا دن تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابوحفص کی کنیت سے مخاطب فرمایا تھا۔ آپؐ نے فرمایا کہ کیا رسول اللہؐ کے چچا پر تلوار ماری جائے گی؟ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! مجھے اجازت دیں کہ مَیں تلوار سے اس کی یعنی ابوحذیفہ کی گردن اڑا دوں جنہوں نے منافقت دکھائی ہے۔ عرض کیا کہ اللہ کی قسم! اس نے یعنی ابوحذیفہ نے منافقت دکھائی ہے۔ حضرت ابوحذیفہ بعد میں کہا کرتے تھے کہ میں اس کلمے کی وجہ سے جو مَیں نے اس دن کہا تھا چین میں نہیں رہا اور ہمیشہ اس سے ڈرتا رہا سوائے اس کے کہ شہادت میری اس بات کا کفارہ کر دے۔ چنانچہ حضرت ابوحذیفہؓ جنگِ یمامہ کے دن شہید ہو گئے۔

(سیرت ابن ہشام صفحہ ۴۲۹ باب غزوہ بدر مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء)

اس کی تفصیل کے بارے میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے لکھا ہے کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے مخاطب ہو کر یہ بھی فرمایا کہ لشکر کفار میں بعض ایسے لوگ بھی شامل ہیں جو اپنے دل کی خوشی سے اس مہم میں شامل نہیں ہوئے بلکہ رؤسائے قریش کے دباؤ کی وجہ سے شامل ہو گئے ہیں۔ ورنہ وہ دل میں ہمارے مخالف نہیں۔ اسی طرح بعض ایسے لوگ بھی اس لشکر میں شامل ہیں جنہوں نے مکہ میں ہماری مصیبت کے وقت میں ہم سے شریفانہ سلوک کیا تھا اور ہمارا فرض ہے کہ ان کے احسان کا بدلہ اتاریں۔“ ان کی اس شرافت کی وجہ سے جو مکہ میں مسلمانوں سے کرتے رہے۔ ”پس اگر کسی ایسے شخص پر کوئی مسلمان غلبہ پائے تو اسے کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچائے۔ اور آپؐ نے خصوصیت کے ساتھ قسم اوّل میں عباس بن عبدالمطلب اور قسم ثانی میں ابوالبختری کا نام لیا اور ان کے قتل سے منع فرمایا۔“ کیونکہ یہ لوگ مسلمانوں کی تکلیف دُور کرنے کی کوشش کرتے تھے اس لیے منع فرمایا۔ ”مگر حالات نے کچھ ایسی ناگریز صورت اختیار کی کہ ابوالبختری قتل سے بچ نہ سکا گو اسے مرنے سے قبل اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے قتل سے منع فرمایا ہے۔“

(سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 360-361)

تاریخ میں آتا ہے کہ اس کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سائبان میں جاکر جو جگہ آپؐ کے لیے بنائی گئی تھی اس میں پھر دعا میں مشغول ہو گئے۔ حضرت ابو بکرؓ بھی ساتھ تھے اور سائبان کے ارد گرد انصار کی ایک جماعت حضرت سعد بن معاذؓ کی زیر کمان پہرے پر متعین تھی۔

(ماخوذ از السیرۃ الحلبیہ ،باب ذکر مغازیہ صلی اللہ علیہ وسلم ،جلد ۲ صفحہ ۲۲۱، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۲ء)

حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپؐ بدر کے دن ایک بڑے خیمہ میں تھے کہ اَللّٰھُمَّ إِنِّي أَنْشُدُكَ عَھْدَكَ وَوَعْدَكَ، اَللّٰھُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْیَوْمِ۔ کہ اے میرے اللہ! مَیں تجھے تیرے ہی عہد اور تیرے ہی وعدے کی قسم دیتا ہوں۔ اے میرے رب! اگر تُو ہی مسلمانوں کی تباہی چاہتا ہے تو آج کے بعد تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔

اتنے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؐ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہؐ! بس کیجئے۔ آپؐ نے اپنے رب سے دعا مانگنے میں بہت اصرار کر لیا ہے اور آپؐ زرہ پہنے ہوئے تھے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زرہ پہنے ہوئے تھے۔

آپؐ خیمے سے نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ پڑھ رہے تھے۔ سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُھُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْھٰی وَاَمَرُّ (القمر:46-47) **عنقریب یہ سب کے سب شکست کھا جائیں گے اور پیٹھ پھیر دیں گے اور یہی وہ گھڑی ہے جس سے ڈرائے گئے تھے اور یہ گھڑی نہایت سخت اور نہایت تلخ ہے۔**

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد و السیر، باب ما قیل فی درع النبی صلی اللہ علیہ وسلم و القمیص فی الحرب حدیث:۲۹۱۵)

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے مجھ سے بدر والے دن بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کو دیکھا وہ ایک ہزار تھے اور آپؐ کے صحابہؓ تین سو انیس تھے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلے کی طرف منہ کیا پھر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے اور اپنے رب کو بلند آواز سے پکارتے رہے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْجِزْلِیْ مَا وَعَدْتَّنِیْ۔ اَللّٰھُمَّ اٰتِ مَا وَعَدْتَّنِیْ۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ تُھْلِكْ ھٰذِہِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَھْلِ الْاِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِی الْاَرْضِ۔ یعنی اے اللہ! جو تُو نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے

اسے پورا فرما۔ اے اللہ! جو تُو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ مجھے عطا فرما۔ اے اللہ! اگر تُو نے مسلمانوں کا یہ گروہ ہلاک کر دیا تو زمین پر تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

قبلہ کی طرف منہ کیے دونوں ہاتھ پھیلائے آپ مسلسل اپنے رب کو بلند آواز سے پکارتے رہے یہاں تک کہ آپؐ کی چادر آپ کے کندھوں سے گر گئی۔ حضرت ابوبکرؓ آپؐ کے پاس آئے اور آپ کی چادر اٹھائی اور آپؐ کے کندھوں پر ڈال دی۔ پھر آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیچھے سے چمٹ گئے اور عرض کیا اے اللہ کے نبیؐ! آپ کی اپنے رب کے حضور الحاح سے بھری ہوئی دعا آپؐ کے لیے کافی ہے۔ وہ آپؐ سے کیے گئے وعدے ضرور پورے فرمائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اِذۡ تَسۡتَغِیۡثُوۡنَ رَبَّکُمۡ فَاسۡتَجَابَ لَکُمۡ اَنِّیۡ مُمِدُّکُمۡ بِاَلۡفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ مُرۡدِفِیۡنَ (الانفال:10) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے اس نے تمہاری التجا کو قبول کر لیا اس وعدے کے ساتھ کہ مَیں ضرور ایک ہزار قطار در قطار فرشتوں سے تمہاری مدد کروں گا۔ پس اللہ نے ملائکہ کے ذریعے آپؐ کی مدد فرمائی۔ یہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الجہاد و السیر، باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر و اباحۃ الغنائم حدیث نمبر ۴۵۸۸)

اس واقعہ کو حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اپنی کتاب میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ پھر ’’آپؐ سائبان میں جا کر دعا میں مشغول ہو گئے۔ حضرت ابوبکرؓ بھی ساتھ تھے اور سائبان کے ارد گرد انصار کی ایک جماعت سعد بن معاذؓ کی زیر کمان پہرہ پر متعین تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد میدان میں سے ایک شور بلند ہوا اور معلوم ہوا کہ قریش کے لشکر نے عام حملہ کر دیا ہے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت رقت کی حالت میں خدا کے سامنے ہاتھ پھیلائے ہوئے دعائیں کر رہے تھے اور نہایت اضطراب کی حالت میں فرماتے تھے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَنۡشُدُكَ عَھۡدَكَ وَوَعۡدَكَ۔ اَللّٰھُمَّ اِنۡ تُھۡلِكۡ ھٰذِہِ الۡعِصَابَۃَ مِنۡ اَھۡلِ الۡاِسۡلَامِ لَا تُعۡبَدۡ فِی الۡاَرۡضِ۔ اے میرے خدا! اپنے وعدوں کو پورا کر۔ اے میرے مالک! اگر مسلمانوں کی یہ جماعت آج اس میدان میں ہلاک ہو گئی تو دنیا میں تجھے پوجنے والا کوئی نہیں رہے گا۔‘‘ اور اس وقت آپؐ اس قدر کرب کی حالت میں تھے کہ کبھی آپؐ سجدہ میں گر جاتے تھے اور کبھی کھڑے ہو کر خدا کو پکارتے تھے اور آپؐ کی چادر آپؐ کے کندھوں سے گر گر پڑتی تھی اور حضرت ابوبکرؓ اسے

اٹھا اٹھا کر آپؐ پر ڈال دیتے تھے۔حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ مجھے لڑتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آتا تھا تو مَیں آپؐ کے سائبان کی طرف بھاگا جاتا لیکن جب بھی مَیں گیا مَیں نے آپؐ کو سجدہ میں گڑگڑاتے ہوئے پایا۔ اور مَیں نے سنا کہ آپؐ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے کہ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ۔ یعنی ''اے میرے زندہ خدا! اے میرے زندگی بخش آقا!'' حضرت ابوبکر آپؐ کی اس حالت کو دیکھ کر بے چین ہوئے جاتے تھے اور کبھی کبھی بے ساختہ عرض کرتے تھے ''یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپؐ پر فدا ہوں۔ آپؐ گھبرائیں نہیں۔ اللہ اپنے وعدے ضرور پورے کرے گا مگر اس سچے مقولہ کے مطابق'' فارسی کا مقولہ ہے ''کہ ہر کہ عارف تراست ترساں تر۔'' یعنی ہر کوئی جو جتنی معرفت رکھتا ہے اتنا ہی وہ ڈرتا بھی ہے۔ ''آپؐ برابر دعا اور گریہ وزاری میں مصروف رہے۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 361)

توکّل کیا ہے؟

اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے یہ واقعہ بیان فرمایا ہے۔فرماتے ہیں کہ ''رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے مقام پر صحابہؓ کی ایک ترتیب قائم کی۔ ان کو اپنی اپنی جگہوں پر کھڑا کیا۔ انہیں نصیحتیں کیں کہ یوں لڑنا ہے اور اس کے بعد ایک عرشہ پر بیٹھ کر دعائیں کرنے لگ گئے۔ یہ نہیں کیا کہ صحابہؓ کو مدینہ میں چھوڑ جاتے اور آپ اکیلے وہاں بیٹھ کر دعائیں کرنے لگ جاتے۔ بلکہ پہلے آپؐ صحابہؓ کو لے کر مقامِ جنگ پر پہنچے پھر ان کو ترتیب دی اور ان کو نصیحتیں فرمائیں۔ اس کے بعد عرشہ پر بیٹھ گئے اور دعائیں کرنی شروع کر دیں۔ یہ توکل ہے جو اختیار کرنا چاہئے۔''

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 541)

یعنی اسباب کا بھی استعمال ہو، انسان جو کچھ اپنی کوشش سے کر سکتا ہے وہ کرے اور پھر دعاؤں میں لگ جائے۔ اس کو توکّل کہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''قرآن شریف میں بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں پر فتح پانے کا وعدہ دیا گیا تھا مگر جب بدر کی لڑائی شروع ہوئی جو اسلام کی پہلی لڑائی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رونا اور دعا کرنا شروع کیا اور دعا کرتے کرتے یہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلے اَللّٰھُمَّ اِنْ اَھْلَکْتَ ھٰذِہِ الْعِصَابَۃَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِی الْاَرْضِ اَبَدًا۔ یعنی

اے میرے خدا! اگر آج تُو نے اس جماعت کو (جو صرف تین سو تیرہ آدمی تھے) ہلاک کر دیا تو پھر قیامت تک کوئی تیری بندگی نہیں کرے گا۔ ان الفاظ کو جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے سنا تو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس قدر بے قرار کیوں ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے تو آپ کو پختہ وعدہ دے رکھا ہے کہ مَیں فتح دوں گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ سچ ہے مگر اس کی بے نیازی پر میری نظر ہے یعنی کسی وعدہ کا پورا کرنا خدا تعالیٰ پر حق واجب نہیں ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 255-256)

اللہ تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے

اس لیے ہمیں ہر دفعہ، ہر وقت خوفزدہ رہنا چاہیے، فکرمند رہنا چاہیے۔

جب آپؐ سائبان میں دعا کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اونگھ طاری ہوئی پھر یکا یک بیدار ہوئے اور فرمایا اے ابو بکر! خوش ہو جاؤ تمہارے پروردگار کی مدد آ گئی ہے۔ یہ دیکھو! جبرئیل اپنے گھوڑے کی باگ تھامے اسے چلاتے آ رہے ہیں اس کے پاؤں پر غبار کے نشان ہیں۔ (سیرت ابن ھشام صفحہ ۴۲۸۔ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲۰۰۱ء) سیرت ابن ہشام کی یہ روایت ہے۔

پھر ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر! تمہیں بشارت ہو یہ جبرئیل ہیں جو زرد عمامہ پہنے ہوئے ہیں وہ زمین اور آسمان کے مابین اپنے گھوڑوں کی لگام تھامے ہوئے ہیں۔ جب وہ زمین پر اترے تو کچھ دیر کے لیے مجھ سے غائب ہوئے پھر نمودار ہوئے۔ ان کے گھوڑے کے پاؤں غبار آلود تھے وہ کہہ رہے تھے کہ جب آپؐ نے دعا مانگی ہے تو اللہ کی نصرت آپؐ کے پاس آ گئی ہے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد ۴ صفحہ ۳۷ ذکر غزوۃ بدر الکبریٰ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

جنگِ بدر میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شمولیت، جنگ میں ذاتی طور پر شمولیت کے بارے میں

لکھا ہے کہ میدانِ بدر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر بن عوامؓ کو میمنہ پر مقرر کیا۔ مقداد بن عمروؓ کو میسرہ پر اور قیس بن ابی صَعْصَعَہؓ کو سَاقہ یعنی پیادہ فوج پر مقرر کیا۔ لشکر کی بالعموم قیادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اگلی صفوں میں تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

تمام صحابہؓ کو اپنی ہدایات کا پابند کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک پیش قدمی نہ کرے جب تک مَیں اس کے آگے نہ ہوں۔ اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلحہ کے بامقصد استعمال کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا جب دشمن تمہاری پہنچ میں آجائے تو تیر چلانا اور تیروں کو حتی الامکان بچا کر رکھنا۔

یہ جو بیٹھ کے دعا کرنے کا سارا قصہ بیان ہوا ہے یہ اس پوری جنگ شروع ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے کیونکہ وہ لکھا اس طرح گیا ہے اس لیے سمجھا جاسکتا ہے کہ شاید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنگ میں شامل نہیں ہوئے۔ آپؐ شامل تھے لیکن یہ دعا اس سے پہلے آپؐ نے کی جس کے نتیجے میں فرشتوں کی مدد بھی اللہ تعالیٰ نے بھیجی۔ بہرحال بدر کے میدانِ کارزار میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی شرکت کے بارے میں حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم بدر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ لیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے قریب تر تھے۔ اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب مجاہدین سے زیادہ سخت جنگ کرنے والے تھے۔

(ماخوذ از دائرہ معارفِ سیرت محمد رسول اللہ ﷺ جلد 6 صفحہ 174 و 201 بزم اقبال لاہور، اپریل 2022ء)

میدانِ جنگ میں لشکرِ قریش کی آمد اور ان کی آپس میں تکرار

جو ہوئی، اختلافات جو ہوئے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ جب قریش میدان بدر میں اترے تو انہوں نے عُمَیر بن وَھْب کو بھیجا کہ جاؤ دیکھو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنے جنگجو ہیں؟ تو عُمیر نے اپنے گھوڑے کو لشکر اسلام کے گرد دوڑایا اور پھر قریش مکہ کے پاس آ کر کہا کہ میرے نزدیک تو یہ لوگ تین سو کے اندازے میں کچھ کم یا زیادہ ہوں گے۔ پھر یہ دوبارہ دیکھنے کی غرض سے لوٹا کہ کہیں لشکر اسلام کی مدد کے لیے کوئی پوشیدہ کمین گاہ تو نہیں۔ عمیر بن وہب اپنے گھوڑے کو دوڑا کر بہت دُور تک نکل گیا وہاں سے واپس آ کر کہا کہ ان کی مدد تو معلوم نہیں ہوتی مگر اے قریش! مَیں نے دیکھا ہے کہ تم پر بلائیں موت کو لے کر نازل ہو رہی ہیں۔ مَیں نے ایسی اونٹنیاں دیکھی ہیں جو موتوں کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ یثرب کے اونٹ یقینی موت اٹھائے ہوئے ہیں وہ ایسی قوم ہیں جن کے پاس دفاع کا کوئی سامان نہیں اور ان کے پاس تلواروں کے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں۔ ان میں سے کوئی قتل نہ کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ ہم میں سے ایک ایک آدمی کو قتل کر لے۔ اگر انہوں نے اپنی گنتی کے مطابق ہمارے

آدمیوں کو قتل کر ڈالا تو اس کے بعد زندگی میں کیا لطف رہے گا۔ اب جو تم مناسب سمجھو کرو۔ اس نے سارا جائزہ لے کے اپنا ایک خیال پیش کیا۔

حکیم بن حزام یہ باتیں سن کر عتبہ بن ربیعہ کے پاس آیا اور اسے کہا کہ تو قریش میں برگزیدہ اور سردار ہے۔ لہٰذا لوگوں کو واپس لے جاؤ اور عمرو بن حضرمی کا خون بہا ادا کر دو۔ عتبہ نے کہا مجھے منظور ہے۔ پس تم ابن حَنْظَلِیَّہ یعنی ابوجہل، ابوجہل کی والدہ کا نام حَنْظَلِیَّہ تھا، اُس کے پاس جاؤ۔ چنانچہ حکیم بن حزام اس مقصد کے لیے ابوجہل کے پاس گیا اور کہا کہ مجھے عتبہ نے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ وہ دیت ادا کر دے گا تم قریش کو واپس لے چلو۔ ابوجہل کہنے لگا کہ عتبہ نے جب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے وہ ڈر گیا ہے اور بزدلی کا مظاہرہ کرنے لگا ہے۔ ہرگز نہیں۔

بخدا! ہم نہیں لوٹیں گے

یہاں تک کہ اللہ ہمارے درمیان اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان فیصلہ کر دے۔

ابوجہل نے یہ بھی کہا کہ عتبہ اس لیے ہمیں جنگ سے روک رہا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ مسلمان ہمارے لیے اونٹ کے ایک نوالے کی طرح ہیں یعنی بہت ہی آسانی سے ہم انہیں قتل کر دیں گے اور ان مسلمانوں میں عتبہ کا بیٹا بھی ہے۔ عتبہ کا بیٹا مسلمان ہو گیا تھا۔ شاید اپنے بیٹے کی وجہ سے یہ جنگ نہیں کرنا چاہتا۔ عتبہ کے یہ بیٹے حضرت ابوحذیفہؓ تھے جو مسلمانوں کی طرف سے میدانِ بدر میں موجود تھے۔ جب عتبہ کو ابوجہل کی طرف سے بزدلی کے اس طعنے کی خبر پہنچی تو اس نے کہا اس بزدل یعنی ابوجہل کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ کون بزدل ہے اور ڈرا ہوا ہے۔

(ماخوذ از سیرت ابن ہشام صفحہ ۴۲۴ تا ۴۲۶۔ دار الکتب العلمیۃ۔ الطبعۃ الاولی ۲۰۰۱ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اب فوجیں بالکل ایک دوسرے کے سامنے تھیں۔ پہلے جنگ کی حالت میں فوجیں اکٹھی ہو رہی تھیں اور وزنی فوج تھی کافروں کی، اس وقت تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعاؤں میں تھے۔ جب فوجیں سامنے آ گئیں، جنگ شروع ہونے لگی تھی اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی میدانِ جنگ میں تھے۔ فرمایا

اب فوجیں بالکل ایک دوسرے کے سامنے تھیں مگر قدرتِ الٰہی کا عجیب تماشہ ہے

کہ اس وقت لشکر کے کھڑے ہونے کی ترتیب ایسی تھی کہ اسلامی لشکر قریش کو اصلی تعداد سے زیادہ بلکہ دوگنا نظر آتا تھا۔جس کی وجہ سے کفار مرعوب ہوئے جاتے تھے اور دوسری طرف قریش کا لشکر مسلمانوں کو ان کی اصلی تعداد سے کم نظر آتا تھا۔جس کے نتیجے میں مسلمانوں کے دل بڑھے ہوئے تھے۔

قریش کی یہ کوشش تھی کہ کسی طرح اسلامی لشکر کی تعداد کا صحیح اندازہ یا پتہ لگ جاوے تا کہ وہ چھوٹے ہوئے دلوں کو سہارا دے سکیں۔ جو دل ڈرے ہوئے تھے ان کو سہارا دے سکیں۔ اس کے لیے رؤسائے قریش نے عُمَیر بن وَھْب کو بھیجا کہ اسلامی لشکر کے چاروں طرف گھوڑا دوڑا کر دیکھے کہ اس کی تعداد کتنی ہے اور آیا ان کے پیچھے کوئی کمک تو مخفی نہیں؟ چنانچہ عمیر نے گھوڑے پر سوار ہو کر مسلمانوں کا ایک چکر کاٹا مگر اسے مسلمانوں کی شکل وصورت سے ایسا جلال اور عزم اور موت سے ایسی بے پروائی نظر آئی کہ وہ سخت مرعوب ہو کر لوٹا اور قریش سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ مجھے کوئی مخفی کمک وغیرہ تو نہیں نظر آئی لیکن اے معشر قریش! یعنی قریش کی جماعت مَیں نے دیکھا ہے کہ مسلمانوں کے لشکر میں گویا اونٹنیوں کے کجاووں نے اپنے اوپر آدمیوں کو نہیں بلکہ موتوں کو اٹھایا ہوا ہے اور یثرب کی سانڈنیوں پر گویا ہلاکتیں سوار ہیں۔قریش نے جب یہ بات سنی تو ان میں ایک بے چینی سی پیدا ہو گئی۔

سراقہ جو ان کا ضامن بن کر آیا تھا کچھ ایسا مرعوب ہوا کہ الٹے پاؤں بھاگ گیا اور جب لوگوں نے اسے روکا تو کہنے لگا کہ مجھے جو کچھ نظر آرہا ہے وہ تم نہیں دیکھتے۔

حکیم بن حِزام نے عُمَیر کی رائے سنی تو گھبرایا ہوا عتبہ بن ربیعہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اے عتبہ! تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے آخر عَمْرو حَضْرمی کا بدلہ ہی لینا چاہتے ہو۔ وہ تمہارا حلیف تھا۔کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ تم اس کی طرف سے خون بہا ادا کر دو اور قریش کو لے کر واپس لوٹ جاؤ۔ اس میں ہمیشہ کے لیے تمہاری نیک نامی رہے گی۔ عتبہ جو خود گھبرایا ہوا تھا، اس کو اَور کیا چاہیے تھا۔جھٹ بولا کہ ہاں ہاں یہی ٹھیک ہے۔ میں راضی ہوں اور پھر وہ حکیم بن حزام کو کہنے لگا کہ دیکھو یہ مسلمان اور ہم آخر آپس میں رشتے دار ہی تو ہیں۔ کیا یہ اچھا لگتا ہے کہ بھائی بھائی پر تلوار اٹھائے اور باپ بیٹے پر۔تم

ایسا کرو کہ ابھی ابوالحکم یعنی ابوجہل کے پاس جاؤ اور اس کے سامنے یہ تجویز پیش کرو اور ادھر عتبہ نے خود اونٹ پر سوار ہو کر اپنی طرف سے لوگوں کو سمجھانا شروع کر دیا کہ رشتہ داروں میں لڑائی ٹھیک نہیں ہے۔ ہمیں واپس لوٹ جانا چاہیے اور محمد کو اس کے حال پر چھوڑ دینا چاہیے کہ وہ دوسرے قبائل عرب کے ساتھ نپٹتا رہے جو نتیجہ ہو گا دیکھا جائے گا۔ اور پھر تم دیکھو کہ ان مسلمانوں کے ساتھ لڑنا بھی کوئی آسان کام نہیں ہے کیونکہ خواہ تم مجھے بزدل کہو حالانکہ میں بزدل نہیں ہوں۔ مجھے تو یہ لوگ موت کے خریدار نظر آتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُور سے عتبہ کو دیکھا تو فرمایا:

اگر لشکر کفار میں سے کسی میں شرافت ہے تو اس سرخ اونٹ کے سوار میں ضرور ہے۔ اگر یہ لوگ اس کی بات مان لیں تو ان کے لیے اچھا ہو

لیکن جب حکیم بن حزام ابوجہل کے پاس آیا اور اس سے یہ تجویز بیان کی تو وہ فرعونِ امّت بھلا ایسی باتوں میں کب آنے والا تھا چھٹتے ہی بولا۔ اچھا اچھا اب عتبہ کو اپنے سامنے اپنے رشتے دار نظر آنے لگ گئے ہیں۔ اور پھر اس نے عمرو حضرمی کے بھائی عامر حضرمی کو بلا کر کہا کہ تم نے سنا تمہارا حلیف عتبہ کیا کہتا ہے اور وہ بھی اس وقت جبکہ تمہارے بھائی کا بدلہ گویا ہاتھ میں آیا ہوا ہے۔ عامر کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور اس نے عرب کے قدیم دستور کے مطابق اپنے کپڑے پھاڑ کر اور ننگا ہو کر چلانا شروع کیا وَاعَمْرَاہُ! وَاعَمْرَاہُ! کہ ہائے افسوس! میرا بھائی بغیر انتقام کے رہا جاتا ہے۔ ہائے افسوس! میرا بھائی بغیر انتقام کے رہا جاتا ہے۔ اس صحرائی آواز نے لشکر قریش کے سینوں میں عداوت کے شعلے بلند کر دیے اور پھر جنگ کی بھٹی اپنے پورے زور سے دہکنے لگ گئی۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 358 تا 360)

اور پھر اس کے بعد جب جنگ شروع ہوئی ہے تو اس کی باقی تفصیل جو ہے وہ ان شاء اللہ آئندہ بیان ہو گی۔

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 21/ جولائی 2023ء صفحہ 2 تا 6)